کیا ہے۔ بعض نے تو 'تمھیں' تم کا لفظ ترجمے میں استعمال کیا ہے۔ مصنف نے لکھا ہے کہ 'آپ' اور 'تو'، 'تم اور تمھیں' میں فرق ہے۔ بعض مترجمین نے ترجمے میں پڑھا دیا کریں گے (عبدالماجد دریابادی) 'ہم پڑھوا دیں گے تجھ کو' (سید مودودی) لکھا ہے۔ مصنف کی رائے میں پیر محمد کرم شاہ کا ترجمہ ''ہم آپ کو پڑھائیں گے، پس آپ (اسے) نہ بھولیں گے'' مقابلتاً بہتر ہے۔

اس تقابلی مطالعے سے خواہش اور کوشش یہ ہے کہ قرآنِ مجید کا بہتر سے بہتر ترجمہ ہوتا رہے۔ اس سے بہتر فہم حاصل ہوگا اور عملِ صالح بھی بہتر ہوگا۔ یہی ہدایت کا منشا ہے۔ مصنف کی یہ کاوش ان کی قرآنِ مجید سے غایت درجے کی محبت کی دلیل ہے۔ البتہ ہم چند اُمور کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ مصنف نے مترجمین کے تعارف میں ۹۲ صفحات صرف کیے ہیں۔ ان میں متعدد مقامات پر بہت سی اغلاط ہیں۔ سب جگہ محمد علی جوہر کا سنہ وفات ۱۹۳۱ء کے بجاے ۱۹۳۰ء لکھا گیا ہے (ص ۴۸، ۸۸)۔ اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اسلام آباد کے سابق ڈائرکٹر ظفرالحق انصاری نہیں (ص ۱۰۰) بلکہ ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری ہیں۔ سید مودودی نے مولانا عبدالسلام نیازی سے تعلیم ان کے گھر حاضر ہوکر حاصل کی نہ کہ مدرسہ عالیہ عربیہ فتح پوری دہلی میں وغیرہ۔

تقابلی مطالعے میں مصنف کا اسلوبِ بیان علمی اور تنقیدی ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں مترجمین کے سوانحی کوائف اور سنین کی اتنی غلطیوں کا راہ پا جانا تعجب انگیز ہے۔ (ظفر حجازی)

دعوتِ نبویؐ اور مخالفتِ قریش: نوعیت، اسباب، احوال، تاریخ، ڈاکٹر نثار احمد۔ ناشر: ادارہ نقشِ تحریر، ڈی ۳۲/۲، بلاک ۷، گلشنِ اقبال، کراچی۔ صفحات: ۴۰۰۔ قیمت: ۳۹۰ روپے۔

'دعوتِ دین' اور 'مخالفتِ اعدا' لازم و ملزوم ہیں۔ انبیاؑ کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب بھی کسی رسولؑ اور نبیؑ نے اللہ کے حکم پر اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے دین سے متعارف کرانے کا آغاز کیا تو قوم کی اکثریت نے رسولؐ کی بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس ذمہ داری کی انجام دہی پر بعض انبیا کو قتل بھی کر دیا گیا اور بہت سے اپنی ہی قوموں کے ظلم و تشدد سے دوچار ہوتے رہے۔

دعوتِ نبویؐ اور مخالفتِ قریش کے عنوان سے مصنف نے موضوع کے دونوں پہلوؤں 'دعوت' اور 'مخالفت' کی نوعیت، اسباب، احوال اور تاریخ کو جامع انداز میں مرتب کیا ہے۔ اس موضوع پر مربوط مطالعے کی ضرورت و اہمیت کو بیان کرتے ہوئے موقف اختیار کیا گیا ہے کہ

مخالفت قریش کو سیرت نگاروں نے باقاعدہ موضوعِ مطالعہ نہیں بنایا۔ لہٰذا یہ مطالعہ سیرت النبیؐ کے ایک ایسے باب کے طور پر پیش کیا گیا ہے جس کا بیان سیرت کی پوری تاریخ پر غالب دکھائی دیتا ہے۔

مخالفت و عداوت قریش کا یہ دور اور عہد تاریخی طور پر دو مراحل پر مشتمل ہے۔ پہلے مرحلے کا آغاز بعثتِ رسولؐ سے ہوتا ہے اور ہجرت مدینہ سے پہلے تک پوری شدت سے جاری رہتا ہے، یعنی عہد نبوت کا ابتدائی ۱۳ سالہ مکی عہد (۶۱۰ء تا ۶۲۲ء) اس میں شامل ہے۔ سیرت نگاروں نے اس دورِ مخالفت کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (ص ۹)

مخالفتِ قریش کا دوسرا دور ہجرتِ مدینہ کے فوراً بعد شروع ہوا اور فتح مکہ پر اختتام کو پہنچا۔ یہ پہلی تا ۸ ہجری، یعنی آٹھ برس (۶۲۲ء تا ۶۳۰ء) پر محیط ہے۔ یہ دور عہدِ ماقبل سے زیادہ اہم ہے مگر کتبِ سیرت میں اسے پہلے دور کی طرح اہمیت نہیں دی گئی اور اس کے بیان کو اس زاویے سے نہیں لیا گیا جس سے مخالفت و عداوت کی تاریخ کو بیان کرنے کی ضرورت تھی۔ (ص ۱۰)

مصنف کے بقول نام وَر سیرت نگاروں میں سے بیش تر نے مخالفت قریش پر بحث نہیں کی البتہ چند بڑے مصنفین کی کتب میں اس موضوع پر تفصیلی اظہار خیال ملتا ہے۔ مولانا شبلی نعمانی پہلے مصنف ہیں جنھوں نے مخالفتِ قریش کے اسباب کو بطور عنوان لکھ کر ان پر بحث کی ہے۔ (ص ۱۲)

فتح مکہ کا پہلا واضح اور قطعی نتیجہ یہ نکلا کہ آغازِ رسالت اور اجراے تبلیغ سے لے کر فتح مکہ تک کی تقریباً ۲۱ سالہ مخالفت و عداوت قریش کی تاریخ اپنے انجام کو پہنچی (ص ۳۶۵)۔ یہ کتاب دعوتِ نبویؐ اور مخالفتِ قریش پر ایک مربوط، جان دار اور تحقیقی مطالعہ ہے۔ چھے ابواب میں موضوع کا احاطہ کرنا مصنف کے وسعت مطالعہ کا غماز ہے۔ ابواب کے حواشی بھی کم و بیش ابواب کی ضخامت کے برابر صفحات پر محیط ہیں۔ طویل حواشی اگر کسی طرح متنِ کتاب کا حصّہ بن جاتے تو بہت مفید ہوتا۔ اسلوبِ بیان رواں دواں ہے مگر کہیں کہیں مرکبات کے استعمال میں تکلف محسوس ہوتا ہے۔ کتاب اگر مزید بڑے پوائنٹ میں اور بڑی تقطیع پر شائع ہو، پروف خوانی پر مزید توجہ دی جائے تو بہتر ہوگا۔ بہرحال یہ ٹھوس مطالعہ ایک ایسے موضوع پر پیش کیا گیا ہے جس کا دعوتِ دین اور تحریکِ اقامتِ دین کے کارکنان سے گہرا تعلّق ہے۔ مصنف نے آغازِ کتاب میں اپنے مطالعے کی ضرورت و افادیت کے ضمن میں جس رائے کا اظہار کیا ہے وہ بہت حد تک درست ہے مگر یہ بھی